خطبہ جمعہ

عزیز، صاحب عزت کو کہتے ہیں مگر ایسا صاحب عزت جس میں جبر نہ ہو

خدا عزیز ہے۔ ان کو عزت دیتا ہے جو اس کے ہو رہتے ہیں۔

حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالیٰ ہی سے آتی ہے۔ وہ چاہے تو جن کے گھر غموں کی اندھیری ہے وہاں آرام کا دن چڑھادے۔

(آیاتِ قرآنیہ ، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت العزیز کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ یکم مارچ ۲۰۰۲ء بمطابق یکم امان ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

خدا تعالیٰ کی صفات پر جو سلسلۂ مضمون جاری ہے اس میں آج بھی ہم صفت عزیز کو لیں گے اور صفت عزیز قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی استعمال ہوئی ہے اس کے حوالہ سے انشاء اللہ اس مضمون پر روشنی ڈالوں گا۔ عزیز، اصل میں صاحب عزت کو کہتے ہیں لیکن وہ صاحب عزت جس میں جبر نہ ہو اور زبردستی نہ ہو۔ عزیز بادشاہ کو بھی کہتے ہیں مگر اس عزت میں جبر بھی ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کی عزت کی جاتی ہے۔ اگر اس کی جبری طاقت ختم ہو جائے تو اس کی کوئی بھی عزت باقی نہیں رہے گی۔ لیکن صفت عزیز سے مراد یہ ہے جو صاحب عزت اور صاحب غلبہ ہے۔ دونوں باتیں بیک وقت اس میں پائی جاتی ہیں۔ آج میں اس سلسلہ میں پہلی آیت جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے:﴿هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

(سورۃ آل عمران آیت ۷)

وہی ہے جو تمہیں رِحموں میں جیسی صورت میں چاہے ڈھالتا ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی، کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا۔

دوسری آیت ہے:﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾(سورۃ آل عمران آیت ۱۹)

اللہ انصاف پر قائم رہتے ہوئے شہادت دیتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور فرشتے بھی اور اہل علم بھی (یہی شہادت دیتے ہیں)۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا۔

حضرت زبیر بن العوامؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ کے مقام پر یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ اور اس کے بعد آپؐ نے کہا: اے میرے ربّ! میں بھی اس بات پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند العشرۃ المشرین)

حُمْران بن اَبَانؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے جس کو اگر کوئی بندہ واقعۃً دل سے کہے تو وہ آگ پر حرام کر دیا جاتا ہے۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (راوی سے) کہا کہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ کلمہ کیا ہے۔ وہ کلمۂ اخلاص ہے جس کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمدؐ اور آپ کے صحابہ کو عزت بخشی۔ وہ کلمۃ التقویٰ ہے جس کے پڑھنے کے لئے نبی کریمؐ نے اپنے چچا ابو طالب سے اُن کی وفات کے وقت اصرار کیا۔ یعنی کلمہ شہادت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ)

اصل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جب کہتے ہیں تو دنیا کے تمام دوسرے معبود جن کی طرف انسان جھک سکتا ہے یا معبود نہ بھی سمجھے تو ان سے اپنے لئے عزت یا غلبہ حاصل کرنے کے لئے ان کی طرف جھکتا ہے سب کی کلیۃً نفی ہو جاتی ہے۔ صرف ایک اللہ کی ذات رہتی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر بات میں خدا ہی کی طرف دوڑنا پڑے گا۔ تو یہ خلاصہ ہے اسلام کا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔

حضرت ابو لیلیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کی کہ میرا بھائی بیمار ہے۔ آپؐ نے پوچھا: تیرے بھائی کو کیا بیماری لاحق ہے؟ اعرابی نے جواب دیا: اسے جنون ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اُسے میرے پاس لے کر آؤ۔ وہ اعرابی گیا اور اپنے بھائی کو لے آیا۔ آپؐ نے اُسے اپنے سامنے بٹھالیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آپؐ نے اس پر سورۃ فاتحہ کا دَم کیا"۔ سب سے پہلے تو سورۃ فاتحہ ہی ہے جو شفا کا حکم رکھتی ہے اور اس کو میں نے بھی ذاتی تجربہ میں دیکھا ہے کہ جب کوئی اور دوائی میسر نہ آئے تو سورۃ فاتحہ کو بطور شفا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بیماری بالکل قلع قمع ہو جاتی ہے۔ تو سب سے پہلے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس پر سورۃ فاتحہ کا دم کیا پھر۔ "سورۃ بقرۃ کی پہلی چار آیات اور اس کی درمیانی دو آیات وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور آیت الکرسی اور اس کی آخری تین آیات، اور (اسی طرح) سورۃ آل عمران کی ایک آیت (کا دَم کیا)۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے وہ آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تھی۔ اور (اسی طرح) سورۃ الاعراف کی آیت اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ ...... اور سورۃ المومنون کی آیت وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَابُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ۔ اور سورۃ الجن کی آیت وَ اَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔ اور سورۃ الصافات کی پہلی دس آیات اور سورۃ الحشر کی آخری تین آیات اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کا دم کیا"۔ یہ ساری باتیں معلوم ہوتا ہے وہ راوی بڑا ذہین تھا اس نے مسلسل یاد رکھی ہیں۔" اس پر وہ اَعرابی کھڑا ہو گیا۔ وہ ٹھیک ہو چکا تھا اور بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطب)

دم جو ہے اس میں جان تو ہے مگر دعائیہ طور پر دم پڑھنا چاہئے۔ محض دم کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے کہ دم کیا اور وہ اگلا آدمی ٹھیک ہو گیا۔ دم کے اندر دعا اور التجا ہے اور سب سے بڑا دم سورۃ فاتحہ کا ہے۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ. وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ. بِيَدِكَ الْخَيْرُ. اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

(سورۃ آل عمران آیت ۲۷)

تُو کہہ دے اے میرے اللہ! سلطنت کے مالک! تُو جسے چاہے فرمانروائی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے فرمانروائی چھین لیتا ہے۔ اور تُو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً تُو ہر چیز پر جسے تُو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

یہ دائمی قدرت سے مراد عزیز ہے۔ اور اس کے متعلق میں تشریح کر چکا ہوں عزیز میں دائمی قدرت عزت والی قدرت مراد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ (نے ایک بار) یہ دعا

کی کہ اے اللہ! تو ابو جہل بن ہشام یا عمرؓ کے ذریعہ اسلام کو عزت و غلبہ بخش۔ راوی کہتے ہیں کہ اگلی ہی صبح عمرؓ رسول اللہ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ (ترمذی کتاب المناقب)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) یہ دعا کی کہ اے اللہ تو اسلام کو خاص طور پر عمر بن الخطاب کے ذریعہ عزت اور غلبہ بخش۔

(ابن ماجہ، کتاب المناقب)

اب یہ جو روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ بہت ہی قطعی ہے اس لحاظ سے کہ عمر بن الخطاب کے ذریعہ آپ کو کیوں خیال آیا آخر۔ ابو بکر کے ذریعہ کہتیں تو بات ہوتی۔ یعنی یہ اپنے نفس کی کوئی حکایت ہو سکتی تھی۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آپ کا یہ فرمانا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو عزت بخشنے کی دعا کی تھی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ھند نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اُس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم (ایک وہ زمانہ تھا کہ جب) روئے زمین پر موجود گھرانوں میں آپؐ کے گھرانے سے بڑھ کر کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا کہ جس کے بارے میں میری دلی تمنا ہو کہ اللہ اُنہیں ذلیل کر دے۔ اور اب روئے زمین پر موجود گھرانوں میں آپؐ کے گھرانے سے بڑھ کر کوئی گھرانہ ایسا نہیں جس کے بارے میں میری یہ دلی خواہش نہ ہو کہ اللہ اُن کو عزت بخشے۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرے بھی تمہارے گھرانے کے متعلق ایسے ہی جذبات ہیں۔ (مسلم۔ کتاب الأقضیه)

حضرت ابو حَوْراء بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتر کی نماز میں پڑھنے کے لئے کچھ کلمات سکھائے جو یہ تھے:-

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِی فِیمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِی فِیمَا أَعْطَیْتَ وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ إِنَّكَ تَقْضِی وَلَا یُقْضَی عَلَیْكَ وَإِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ.

یعنی "اے میرے اللہ مجھے بھی ہدایت عطا فرما، اُن لوگوں کے ساتھ جنہیں تُو نے ہدایت عطا کی ہے"۔ یہ آنحضرت ﷺ کا انکسار تھا۔ لوگوں نے تو آپ ہی کے ذریعہ ہدایت حاصل کی۔ لیکن آپ انکساری کی حالت میں خدا سے عرض کرتے ہیں مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ ہدایت عطا فرما جن کو تُو نے ہدایت عطا فرمائی ہے۔ "اور مجھے بھی صحت عطا فرما اُن لوگوں کے ساتھ جنہیں تُو نے صحت و عافیت عطا فرمائی ہے۔ اور میرا بھی ولی بن جا اُن لوگوں کے ساتھ جن کا تُو ولی ہو گیا ہے۔ اور جو کچھ تُو نے مجھے عطا کیا ہے، اُس میں برکت نازل فرما۔ اور جو کچھ تُو نے مقدر کر چھوڑا ہے اُس کے شر سے مجھے بچا۔ تُو جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہے جبکہ تیری مرضی کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور جس کا تُو ولی ہو جائے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا اور جس کا تُو دشمن ہو وہ کبھی عزت نہیں پاتا۔ اور اے ہمارے ربّ! تُو بہت برکت والا اور بلند و بالا ہے۔ (ابو داؤد۔ کتاب الصلاة)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

"انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالیٰ سے آتی ہے۔ وہی ہے جس کی یہ شان ہے: ﴿تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ﴾۔

(الحکم۔ ۱۰/مئی ۱۹۰۵ء۔ صفحہ ۵)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:-

"وہ چاہے تو جن کے گھر غموں کی اندھیری ہے وہاں آرام کا دن چڑھا دے اور چاہے تو جہاں راحت کی روشنی ہے وہاں دکھوں کی تاریکی کر دے۔ وہ چاہے تو بُروں سے بھلے اور بھلوں سے بُرے بنا دے۔ جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلیل کرے۔ یہ دعا نبی کریمؐ و صحابہؓ نے مانگی۔ خدا نے ان کو عزت دی۔ نیک و ممتاز انسان بنایا۔" (ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۲۷/مئی ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"کہہ اے بار خدایا اے مالک الملک! تُو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے تُو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ ہر یک خیر کہ جس کا انسان طلب ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ تُو ہر یک چیز پر قادر ہے"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۱۹ حاشیہ نمبر ۱۱)

سورۃ آل عمران کی آیات ۶۲۔۶۳: ﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ. اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ. وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ. وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾

پس جو تجھ سے اس بارے میں اس کے بعد بھی جھگڑا کرے کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے تو کہہ دے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے نفوس کو اور تمہارے نفوس کو بھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ یقیناً یہی سچا بیان ہے۔ اور اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور یقیناً اللہ ہی ہے جو کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت تمیم الداریؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ امر (یعنی اسلام کا پیغام) وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات پہنچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ شہروں اور دیہات میں کوئی گھر ایسا نہیں چھوڑے گا جس میں اس دین کو داخل نہ کرے، عزت کے ہر مستحق کو ایسی عزت دیتے ہوئے جس کے نتیجے میں اسلام کو مزید غلبہ حاصل ہو گا اور ذلت کے ہر مستحق کو ایسی ذلت دیتے ہوئے جس کے نتیجے میں کفر مزید رُسوا ہوتا چلا جائے گا۔

حضرت تمیم الداری کہا کرتے تھے کہ مَیں نے یہ بات خود اپنے گھر میں مشاہدہ کی ہے۔ چنانچہ اُن میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا، اُنہیں تو بھلائی اور شرف اور عزت نصیب ہوئی اور جو کافر رہے، انہیں ذلّت اور رُسوائی نصیب ہوئی اور جزیہ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند الشامیین)

اب یہ سب احمدی گھر اس بات کے گواہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت کی برکت سے ان کو بہت عزت ملی اور جو ان کے رشتہ دار انکاری تھے وہ بہت ذلیل و رسوا ہو کر اپنے ہی دیہات میں ادھر ادھر کھپ مر گئے۔ لیکن جن کو خدا تعالیٰ نے احمدیت کی توفیق عطا فرمائی وہ ساری دنیا میں پھیل گئے اور بہت ہی عزت اور تکریم اور اس کے علاوہ مالی منفعتیں بھی حاصل ہوئیں۔ تو یہ ایک روزمرہ کا جماعت کا تجربہ ہے اس میں کسی پہلو سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

﴿بَلٰۤی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیْنَ. وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ. وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ﴾ (سورۃ اٰل عمران ۱۲۶۔۱۲۷)

کیوں نہیں۔ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو جبکہ وہ اپنے اسی جوش میں (کھولتے ہوئے) تم پر ٹوٹ پڑیں تو تمہارا ربّ پانچ ہزار عذاب دینے والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا۔ اور اللہ نے یہ (وعدہ) محض تمہیں خوشخبری دینے کے لئے کیا ہے اور تاکہ اس سے تمہارے دل اطمینان محسوس کریں اور (امر واقعہ یہ ہے کہ) مدد محض اللہ ہی کی طرف سے ملتی ہے جو کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

اب یاد رکھیں یہ جو فرشتوں کا نزول ہے، یہ وعدہ مسلمانوں کی دلی تسلی کی خاطر دیا گیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ فرشتے اتریں یا نہ اتریں ہر مدد اللہ ہی کے فضل سے ملتی ہے۔ اللہ فیصلہ کرے مدد کا تو ضرور وہ مدد نصیب ہوتی ہے۔ اس کی تشریح اسی آیت نے آخر پر کر دی کہ ساری مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے باقی فرشتے تو تم لوگوں کی دلی تسلی کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا!

اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! خدا تعالیٰ نے ابو جہل کو قتل کر دیا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی نَصَرَ عَبْدَہٗ وَ اَعَزَّ دِیْنَہٗ کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے دین کو عزت بخشی۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند المکثرین من الصحابہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَعَزَّ جُنْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَ ھَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَہٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَہٗ۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُس نے اکیلے ہی اپنے لشکر کو عزت بخشی اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور اُس نے اکیلے ہی تمام مخالف گروہوں کو شکست دی۔ پس اس کے بعد تو کچھ بھی نہیں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

اب سورۃ النساء کی آیت ۵۷ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا. کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ. اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا﴾۔

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہے ہم انہیں آگ میں داخل کریں گے۔ جب کبھی ان کے چمڑے گل جائیں گے ہم انہیں بدل کر دوسرے چمڑے دے دیں گے تاکہ وہ عذاب کو چکھیں۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

اب یہ دیکھیں یہاں ظاہری طور پر لگتا ہے کہ چمڑے گل رہے ہیں اور پھر چمڑے پہنائے جا رہے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ یہ جو ساری کائنات ہے، جنت اس ساری کائنات پر حاوی ہے۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر جہنم کہاں ہے؟ یہ جو دماغ میں خیال ہے نا کہ ایک بہت اونچی جگہ، کسی جگہ کوئی گڑھا ہے جہنم کا اس میں آگ جل رہی ہے یہ وہم ہے۔ قرآن کریم نے یہ سب وہم دور کر دیئے ہیں بلکہ تمثیلات کے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ فرمایا جہنم بھی وہیں ہے مگر تم لوگوں کو شعور نہیں۔ پس یہ جو کائنات ہم دیکھ رہے ہیں اسی میں دنیا والوں کی جنت بھی ہے اور اسی میں جہنم بھی ہے اور قیامت کے دن زیادہ قریب سے دکھائی جائیں گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"بہشت میں بھی ہر روز ایک تجدد ہوتا رہے گا"۔ یعنی بہشت کے متعلق یہ خیال کہ ایک جگہ ٹھہری ہوئی جگہ ہے کہ شہد ہے بس وہیں سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ وہم ہے۔ بہشت جس میں ایک ہی جگہ ایک وقت میں ایک ہی طرح کا رہنا ہو وہ تو بور کرنے والی چیز ہے۔ اس لئے یہ وہم غلط ہے کہ جنت ایک ہی جگہ پر ایک ہی طرح کی ٹھہری ہوئی چیز ہے۔ اس میں تجدد ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ جنت کی حالت تبدیل کرتا رہے گا۔ پھر لکھا ہے: "اسی طرح دوزخیوں پر بھی لکھا ہے: بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا۔ مگر خدا کا تجدد بے پایاں ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ خدا کے کاموں میں انتہا نہیں۔ فرماتا ہے وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ یعنی زیادتی ہوتی رہے گی۔"

(البدر۔ جلد اوّل۔ نمبر ۱۲۔ بتاریخ ۱۶/جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹۸)

اب یہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آیت ہے: ﴿وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ. وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَاصَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ. وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِی شَکٍّ مِّنْہُ. مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ. وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ. وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا﴾ (سورۃ النساء: ۱۵۸-۱۵۹)

اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ یقیناً ہم نے مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کر دیا ہے۔ اور وہ یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے (کر مار) سکے بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے۔ اور وہ یقینی طور پر اسے قتل نہ کر سکے۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اس کا رفع کر لیا اور یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ نہ انہوں نے اُس کو قتل کیا اور نہ صلیب دیا بلکہ یہ امر اُن پر مشتبہ ہو گیا اور جو لوگ عیسیٰ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں (یعنی عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا اور یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے اُس کو ہلاک کر دیا) یہ دونوں گروہ محض شک میں پڑے ہوئے ہیں حقیقت حال کی اُن کو کچھ بھی خبر نہیں اور صحیح علم اُن کو حاصل نہیں۔ محض اٹکلوں کی پیروی کرتے ہیں۔ یعنی نہ عیسیٰ آسمان پر گیا جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے اور نہ یہودیوں کے ہاتھ سے ہلاک کیا گیا جیسا کہ یہودیوں کا گمان ہے بلکہ صحیح بات ایک تیسری بات ہے کہ وہ مخلصی پاکر ایک دوسرے ملک میں چلا گیا اور خود یہودی یقین نہیں رکھتے کہ انہوں نے اُس کو قتل کر دیا بلکہ خدا نے اُس کو اپنی طرف اٹھا لیا اور خدا غالب اور حکمتوں والا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ صفحہ ۱۶۸)

حضرت عیسیٰ کے متعلق یہ جو آیات ہیں ان میں ہے ﴿وَمَاصَلَبُوْہُ﴾ اس میں جو صلیب کی آخری حد ہے کہ صلیب پر جان نکالنا، وہ مراد ہے۔ صلیب اس لئے تو نہیں دی جاتی تھی کہ صلیب سے اتار کر زندہ ہی رکھ لیا جائے بلکہ صلیب پر مارنے کی خاطر دی جاتی تھی۔ تو اس کا آخری جواب قرآن کریم کی انہی آیات میں ہے ﴿وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا﴾ کہ صلیب تو اس کو دی بظاہر یعنی یہ نہیں کہ کسی اور کو اس کی بجائے صلیب دے دی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ہی صلیب پر لٹکانے کی کوشش کی مگر اس غرض سے نہیں کہ اسے زندہ اتار لیا جائے بلکہ اس لئے کہ صلیب کا آخری نتیجہ ظاہر ہو اور وہ صلیب پر جان دے دے۔ تو انہی آیات کے آخر پر فرماتا ہے ﴿وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا﴾ یہ قطعی بات ہے کہ وہ اسے قتل بہر حال نہیں کر سکے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا عزیز ہے۔ اُن کو عزت دیتا ہے جو اُس کے ہو رہتے ہیں۔ اور حکیم ہے، اپنی حکمتوں سے اُن لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے جو اُس پر توکل کرتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کوئی اہلِ کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اِس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہلِ کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو، قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔ یعنی ہم جو پہلے بیان کر آئے ہیں کہ کوئی اہلِ کتاب اس بات پر دلی یقین نہیں رکھتا کہ در حقیقت مسیح مصلوب ہو گیا ہے کیا عیسائی اور کیا یہودی صرف ظن اور شبہ کے طور پر اُن کے مصلوب ہونے کا خیال رکھتے ہیں۔ یہ ہمارا بیان صحیح ہے، کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ ہاں اُس کی موت کے بارہ میں اُنہیں خبر نہیں کہ وہ کب مرا۔ سو اُس کی ہم خبر دیتے ہیں کہ وہ مر گیا اور اُس کی روح عزت کے ساتھ ہماری طرف اٹھائی گئی۔" (ازالہ اوہام۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۳۷۱)

پھر اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس کا رفع فرمایا اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ اور یہ قول یعنی ﴿عَزِیْزًا حَکِیْمًا﴾ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عزت دیتا ہے اور اپنے برگزیدہ لوگوں کی عزت کی دقیق کامل اور لطیف حکمت کے ساتھ حفاظت کرتا ہے۔ کسی مکر کرنے والے کا مکر اصفیاء کی عزت کو ضرر نہیں پہنچا سکتا جیسا کہ یہودیوں کے مکر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت کو بڑھایا اور بلند درجہ عطا فرمایا اور ہلاکت کی تدابیر کرنے والوں کو تباہ برباد کر دیا۔ پس اے عزیز تم سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ﴾ کی تفسیر یہی ہے مگر ہمارے لوگ اسے قبول نہیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں۔ وہ اس آیت کے شان نزول میں غور نہیں کرتے اور زمین میں اکڑ کر چلتے ہیں اور جب انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے وفات مسیح پر شہادت دی ہے اور اسی طرح مومنوں میں سے جلیل القدر صحابہ تابعین اور ائمہ حدیث نے بھی اس پر شہادت دی ہے تو ان کا آخری جواب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ مسیح کو موت کے بعد ایک مرتبہ پھر زندہ کر دے اور یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں جو اس کے سچے وعدوں کے مخالف ہوں۔

(ترجمہ عبارت حمامة البشریٰ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۵۷-۲۵۸۔ ترجم از تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تفسیر سورۃ النساء: ۱۵۹ صفحہ ۳۳۱-۳۳۲)

اب حضرت مسیحؑ کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"یسوع ابن مریم کی دعا ان دونوں پر سلام ہو۔ اس نے کہا: اے میرے خدا! مَیں اس قابل

نہیں کہ اس چیز پر غالب آسکوں جس کو مَیں بُرا سمجھتا ہوں، نہ مَیں نے اس نیکی کو حاصل کیا ہے جس کی مجھے خواہش تھی مگر دوسرے لوگ اپنے اجر کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور مَیں نہیں۔ لیکن میری بڑائی میرے کام میں ہے مجھ سے زیادہ بُری حالت میں کوئی شخص نہیں ہے۔اے خدا! جو سب سے بلند تر ہے میرے گناہ معاف کر۔اے خدا! ایسا نہ کر کہ مَیں اپنے دشمنوں کے لئے الزام کا سبب ہوں نہ مجھے اپنے دوستوں کی نظر میں حقیر ٹھہرا۔ اور ایسا نہ ہو کہ میرا تقویٰ مجھے مصائب میں ڈالے۔ ایسا نہ کر کہ یہی دنیا میری بڑی خوشی کی جگہ یا میرا بڑا مقصد ہو اور ایسے شخص کو مجھ پر مسلّط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔اے خدا! جو بڑے رحم والا ہے اپنے رحم کی خاطر ایسا ہی کر، تو اُن سب پر رحم کرتا ہے جو تیرے رحم کے حاجت مند ہیں۔"(ضمیمہ براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ صفحہ ۱۷۵)

اب سورۃ النساء کی آیات ۱۶۵۔۱۶۶: ﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ . وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا. رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ . وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾۔

اور کئی رسول ہیں جن کا بیان ہم تجھ پر پہلے ہی کر چکے ہیں اور کئی رسول ہیں جن کے قِصَص ہم نے تجھ پر نہیں پڑھے اور موسیٰ سے اللہ نے بکثرت کلام کیا۔ کئی بشارتیں دینے والے اور انذار کرنے والے رسول (بھیجے) تاکہ لوگوں کے پاس رسولوں کے آنے کے بعد اللہ کے مقابل پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"کیا ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ پہلی اُمتوں پر تو خدا تعالیٰ کا رحم تھا اس لئے اُس نے توریت کو بھیج کر پھر ہزارہا رسول اور محدث توریت کی تائید کے لئے اور دلوں کو بار بار زندہ کرنے کے لئے بھیجے لیکن یہ امت مورد غضب تھی اس لئے اُس نے قرآن کریم کو نازل کر کے ان سب باتوں کو بھلا دیا اور ہمیشہ کے لئے علماء کو ان کی عقل اور اجتہاد پر چھوڑ دیا اور حضرت موسیٰ کی نسبت تو صاف فرمایا ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا. رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ. وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ یعنی خدا موسیٰ سے ہمکلام ہوا اور اس کی تائید اور تصدیق کے لئے رسول بھیجے جو مبشر اور منذر تھے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت باقی نہ رہے اور نبیوں کا مسلسل گروہ دیکھ کر توریت پر دلی صدق سے ایمان لاویں۔ اور فرمایا: ﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾۔ یعنی ہم نے بہت سے رسول بھیجے اور بعض کا تو ہم نے ذکر کیا اور بعض کا ذکر بھی نہیں کیا لیکن دین اسلام کے طالبوں کے لئے وہ انتظام نہ کیا"۔ یعنی یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ سب کچھ کیا "لیکن دین اسلام کے طالبوں کے لئے وہ انتظام نہ کیا۔ گویا جو رحمت اور عنایت باری حضرت موسیٰ کی قوم پر تھی وہ اس امت پر نہیں ہے۔ .... یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں جنہیں وہ لوگ منہ پر لاتے ہیں جن کو ایمان کی کچھ بھی پروا نہیں ورنہ انسان نہایت ضعیف اور ہمیشہ تقویت ایمان کا محتاج ہے۔(شہادت القرآن۔ صفحہ ۴۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلّی دست بردار ہو جائے مثلاً اگر کوئی گھر بناوے اور اُس کے تمام کمرے سلیقہ سے تیار کرے اور اُس کی تمام ضرورتیں جو عمارت کے متعلق ہیں باحسن وجہ پوری کر دیوے اور پھر مدت کے بعد اندھیریاں چلیں اور بارشیں ہوں اور اُس گھر کے نقش و نگار پر گرد و غبار بیٹھ جاوے اور اُس کی خوبصورتی چھپ جاوے اور پھر اُس کا کوئی وارث اُس گھر کو صاف اور سفید کرنا چاہے مگر اُس کو منع کر دیا جاوے کہ گھر تو مکمل ہو چکا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ منع کرنا سراسر حماقت ہے۔ افسوس کہ ایسے اعتراضات کرنے والے نہیں سوچتے کہ تکمیل شے دیگر ہے اور وقتاً فوقتاً ایک مکمل عمارت کی صفائی کرنا یہ اَور بات ہے۔ یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے، ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں، خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔"

(شہادت القرآن۔ صفحہ ۴۷۔۴۸)

اب یہ آیت ہے اس میں بھی عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ کا ذکر آتا ہے۔ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ . وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (سورۃ المائدہ :۳۹)

اور چور مَرد اور چور عورت سو دونوں کے ہاتھ کاٹ دو اُس کی جزا کے طور پر جو انہوں نے کمایا (یہ) اللہ کی طرف سے بطور عبرت (ہے) اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں غزوہ فتح (مکہ) کے موقع پر ایک عورت نے چوری کی۔ اس پر اُس کے خاندان والے اسامہ بن زید کے پاس دوڑے دوڑے آئے کہ وہ (رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے لئے) سفارش کریں۔ جب آپؐ سے اُسامہ نے عرض کی تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا: کیا تم مجھے اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟۔ اس پر اسامہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ شام کو رسول اللہ ﷺ خطاب فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کو صرف اس بات نے ہلاک کیا کہ اگر اُن میں سے کوئی بڑے خاندان والا چوری کرتا تو وہ اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور (خاندان والا) چوری کرتا تو وہ اُس پر حد نافذ کر دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو مَیں ضرور اُس کا ہاتھ کاٹ دوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اُس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر اُس عورت نے بہت اچھی طرح توبہ کی اور شادی بھی کی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ وہ عورت اس کے بعد میرے پاس آیا کرتی تھی اور مَیں اُس کی حاجت روائی کے لئے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کرتی تھی۔ (بخاری۔ کتاب المغازی)۔ یعنی اس کو جو ضرورتیں پیش آتی تھیں وہ حضرت عائشہؓ کی طرف رجوع کیا کرتی تھی۔ اور آنحضرت ﷺ بھی مسلسل اس سے شفقت کا سلوک فرماتے رہے۔

﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِىْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ. وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ .فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ . وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ. اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ. وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾.

(سورۃ المائدہ ۱۱۸۔۱۱۹)

"میں نے تو انہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تُو نے مجھے حکم دیا تھا"۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے۔ "کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ اور میں ان پر نگران تھا جب تک میں ان میں رہا۔ پس جب تُو نے مجھے وفات دے دی، فقط ایک تُو ہی ان پر نگران رہا اور تُو ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تُو انہیں عذاب دے تو آخر یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو یقیناً تُو کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے"۔

جَسْرَہ بنت دجاجہ بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے ابوذر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک بار نبی کریم ﷺ صرف ایک ہی آیت نماز میں بار بار دہراتے رہے اور وہ آیت یہ تھی: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾. کہ اگر تُو ان کو عذاب دینا چاہے تو یہ تیرے بندے ہیں اور تُو ان کو بخشنا چاہے تو تُو کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ)

✪✪✪✪.........✪✪✪.........✪✪✪✪